یکم جُمادی الاُولیٰ ١٤٤٧ھ / 24 اکتوبر 2025ء

تدبیر کُنَد بندہ

تقدیر کند خندہ

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

وَمَا مِنۡ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ۔ [النمل 27:75]

دینِ اسلام کے عطا کردہ سبھی عقائد انتہائی معتدل، واضح اور حقیقت کے عین مطابق ہیں۔ اسلامی نظریات میں کوئی بھی بات فرضی یا خیالی نہیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا، جب کہ تمام اسلامی عقائد یا تو خالقِ کائنات جَلَّ مَجۡدُہٗ کے ارشاداتِ عالیہ سے ثابت ہیں یا صاحبِ قرآن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے فرامینِ مقدّسہ سے ثابت ہیں۔

بنیادی اسلامی عقائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جہان بھر میں جو کچھ ہوا، جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا... یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار اور اُس کے اِرادہ و حکم سے ہے۔ نہ اُس کی مشیت کے خلاف کبھی کچھ ہوا، نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔

پھر یہ بھی اہم عقیدہ ہے کہ ربِّ کریم کا علم اور دیگر تمام صفات اَزَلی واَبَدی ہیں اور کسی بھی طرح کی تبدیلی سے پاک ہیں۔ یعنی کائنات میں ہونے والے ہر کام کو خالقِ کائنات ازل میں ہی جانتا تھا اور اُس کا علم اتنا کامل ہے کہ اُس میں تبدیلی کا تصوُّر بھی نہیں، ہر چیز اُس کے علم کے مطابق ہی ہوئی اور آئندہ بھی اُس کے علم کے موافق ہی ہو گی۔

اِن عقائد کے تناظر میں بعض اوقات اِس طرح کے وسوسے آتے ہیں کہ پھر تو انسان پتھر کی طرح مجبور ہے اور اُسے کسی قسم کا اختیار نہیں، بلکہ جیسا علمِ الٰہی میں ہے وہ مجبورًا ویسا ہی کرتا ہے۔ یہ بات اِس لیے درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آزمانے کے لیے انسان کو اختیار بھی دیا ہے اور اُس اختیار کو استعمال کر کے بھلائی حاصل کرنے کی کوشش کا حکم بھی دیا ہے،[1] تاہم یہ تاکید ضرور فرمائی ہے کہ تم کوشش کرو! اسباب اختیار کرو! مگر حتمی فیصلہ میرا ہو گا اور وہی تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔

خلاصہ یہ کہ عقیدۂ ”تقدیر“ برحق ہے اور ”تدبیر“ کا بھی حکم ہے۔ اِس اسلامی عقیدے پر پختہ ایمان کی برکت سے خاص رحمت نصیب ہوتی ہے، پھر بندہ پریشانیوں کے ہجوم میں مطمئن رہتا ہے اور دَولت وطاقت کے عُروج میں قادرِ مطلق کی تقدیر سے بے خوف نہیں ہوتا، یعنی وہ کسی بھی حالت میں نہ تو مایوس ہو کر شکوہ کرتا ہے اور نہ ہی بے لگام ہو کر ظالم بنتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں مایوسی بھی بہت ہے اور ظلم بھی بے پناہ ہے، شاید اِس کی وجہ یہی ہے کہ اوّلاً عقیدۂ تقدیر کے حوالے سے ہمارا تصوُّر واضح نہیں ہوتا، پھر درست عقیدہ معلوم ہو تو بھی اُس پر ویسا یقین نہیں ہوتا جیسا ہونا چاہیے۔

چنانچہ عقیدہ و عمل کی اصلاح کے لیے آج کے خطبہ میں ”تدبیر کُنَد بندہ... تقدیر کند خَندَہ“ کے عنوان سے گفتگو ہو گی۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: ثَلۡجُ الصَّدۡر لِاِیۡمَانِ الۡقَدَر، مشمولہ در فتاویٰ رضویہ، ج:29، ص:287 تا 302، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ

تقدیر کا مفہوم اور اہمیت

مفہوم: "تقدیر" کا مفہوم یہ ہے کہ تمام مخلوقات میں جو کچھ ہونا تھا، نیز انسان نے اللہ عزّوجلّ کے عطا کردہ اختیار کے ساتھ پیدائش سے مرنے تک جو کچھ کرنا تھا... یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کو اَزَل میں ہی معلوم تھا اور اُس نے زمین وآسمان کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے اپنی حکمت کے مطابق قیامت تک ہونے والے ہر امر کا فیصلہ کرکے اُسے لوحِ محفوظ میں لکھوا دیا۔

ربِّ کریم کے علم کی کیا شان ہے کہ انسان نے اُس کے دیے ہوئے اختیار سے جو کچھ کرنا تھا اور دیگر جو بھی ہونا تھا، ازل میں ہی اُس علیم وخبیر کو ہر معاملے اور ہر ذرّے کی تفصیل معلوم تھی اور اُس نے ہزاروں سال پہلے یہ تفصیل لوحِ محفوظ میں لکھوادی۔

اہمیت: عقیدۂ تقدیر "ضَروریاتِ دین" میں سے ہے۔ "ضَروریاتِ دین" اُن بنیادی اسلامی عقائد کو کہا جاتا ہے جو قرآن وسنّت کے قطعی دلائل سے صراحت کے ساتھ ثابت ہیں اور ہر خاص وعام پر واضح ہیں۔ اِن میں سے ہر ایک پر سو فیصد پختہ یقین ضروری ہے اور ننانوے فیصد بھی قابلِ قبول نہیں۔ (1)

ارشادِ ربّانی: قرآنِ مجید کی متعدّد آیاتِ کریمہ شاہد ہیں کہ لوحِ محفوظ میں سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ ایک مقام پر ہے: وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ "آسمانوں اور زمینوں میں جو بھی پوشیدہ چیز ہے وہ بیان کرنے والی کتاب (لوحِ محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے۔" [النمل 27:75]

فرمانِ مصطفوی: یہ عقیدہ دَسیوں احادیث میں بھی بیان ہوا ہے۔ چار صحابۂ کرام: سید القرّا سیدنا اُبیّ بن کعب، افقہ الصحابہ بعد الاربعہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود، رازدارِ رسول ﷺ سیدنا حُذَیفہ بن یمان اور علمِ میراث کے سب سے بڑے عالم سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت فرمایا:

⟸ وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا قَبِلَهُ اللهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ۔ یعنی "تقدیر پر ایمان کے بغیر اگر تم اُحُد پہاڑ جتنا سونا بھی راہِ خدا میں خرچ کرو تو اللہ تعالیٰ اُسے قبول نہیں فرمائے گا (کیونکہ کافر وگمراہ کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی)۔"

⟸ وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِّيُخْطِئَكَ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِّيُصِيْبَكَ۔ یعنی "(مومن نہیں قرار پاؤ گے) جب تک تمہیں یہ یقین نہ ہو کہ جو خیر یا شر تمہیں پہنچا ہے وہ کسی صورت میں بھی ٹل نہیں سکتا تھا اور جو نہیں پہنچا وہ پہنچ نہیں سکتا تھا۔"

⟸ وَلَوْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ۔ یعنی "اگر تمہاری موت اِس عقیدے پر نہ ہوئی تو تم جہنم کا ایندھن بنو گے۔"

(سنن ابوداؤد، حدیث: 4699۔ صحیح ابنِ حبان، حدیث: 4571، حدیث صحیح)

---

[1] تقدیر کی اقسام سے متعلق تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: بہارِ شریعت، ج:1 (الف)، ح:1، ص:12

تدبیر کا مفہوم اور حکم

مفہوم: دُنیا دار الاسباب ہے، اِس میں اللہ عزّوجلّ کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہے، جب بندہ سبب کو اختیار کرتا ہے تو خالقِ کائنات اپنی قدرت سے مُسبَّب کو پیدا فرمادیتا ہے۔ مثلاً:

- دَوا بیماری سے شفا کا سبب ہے، جب بندہ دوا لیتا ہے تو ربِّ رحیم اپنے کرم سے صحّت عطا کردیتا ہے۔
- پانی پیاس بجھنے اور کھانا بھوک مٹنے کا سبب ہے، جب بندہ کھاتا پیتا ہے تو اللہ کریم اُس کی بھوک پیاس کو مٹادیتا ہے۔

تدبیر کا معنٰی ہے کہ کسی چیز کا انتظام کرنا اور اُس کے انجام میں غور کرنا یا یوں کہہ لیجیے: کسی چیز کے اسباب فراہم کرنا۔

حکم: جب اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں اسباب کا نظام بنایا ہے تو اسباب کو اختیار کرنا اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے، تاہم یہ ضروری ہے کہ اسباب فراہم کرنے کے بعد نظر اسباب پر نہ ہو، بھروسا اپنی تدبیر پر نہ ہو... بلکہ اعتماد مسبّب الاسباب پر ہو اور توکُّل خالقِ کائنات کی قدرت پر ہو۔ چنانچہ دو باتیں ذہن نشین رکھنی چاہییں:

1) تقدیر کو بھول کر فقط تدبیر پر بھروسا کرنا کفّار کا طریقہ ہے، یعنی فقط اسباب پر نظر رکھنا اور یہ بھول جانا کہ اصل میں اسباب سے کچھ نہیں ہوتا، بلکہ ربِّ کریم کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے... یہ طرزِ عمل مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا، یہ کفار کا رویہ ہے۔

2) اور تدبیر کو فضول سمجھنا، یعنی یہ نظریہ رکھنا کہ اسباب کی کوئی حیثیت ہی نہیں... یہ بھی گمراہوں اور جاہلوں کا کام ہے۔[1]

ہاں وہ حضرات جو معرفتِ الٰہی کے اعلیٰ درجے پر پہنچے اور اُنھیں قدرتِ ربّانی پر یقین کا انتہائی بلند مرتبہ نصیب ہوا، اُن کا اسباب کو اختیار نہ کرنا ایک الگ چیز ہے۔

فرمانِ مصطفوی: پروَردۂ آغوشِ نبوّت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ؟ یعنی یا رسول اللہ! توکُّل کا درست طریقہ کیا ہے، سواری کو باندھ کر توکُّل کروں اور یہ کہوں کہ میرا اتنا ہی کام تھا، حفاظت تو اللہ تعالیٰ ہی فرمائے گا یا اُسے کھلا چھوڑ دوں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ! "سواری کو باندھو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرو۔"

(جامع ترمذی: 2517۔ ورواہ البیہقی فی شعب الایمان عن عمرو بن اُمیّة رضی اللہ عنہ بلفظ بَلْ قَيِّدْ وَتَوَكَّلْ، رقم: 1160، حدیث صحیح)

کتنا خوب صورت ارشاد ہے کہ دو لفظوں میں تدبیر کی تربیت بھی فرمائی اور ساتھ ہی توکُّل کا حکم بھی سنادیا۔ یہی راہِ حق ہے اور یہی مسلمانوں کا نظریہ ہے۔

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے اَلتَّحْبِیْرُ بِبَابِ التَّدْبِیْر، مشمولہ در فتاوٰی رضویہ، ج: 29، ص: 303 تا 326

تقدیر کا تدبیر پر غالب ہونا

اگرچہ انسان کو تدبیر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مگر اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بندہ جو تدبیر کرے اُس کے مطابق ہو جاتا ہے۔ ہمیں اسباب فراہم کرنے کا سلیقہ سکھایا گیا ہے، مگر یہ سوچ نہیں دی گئی کہ تم جو اسباب اپناؤ گے ویسا ہی ہو جائے گا... بلکہ اسلامی نظریہ یہ ہے کہ تدبیر کے بعد بھی وہی ہو گا جو تقدیر میں ہے اور اسباب اپنانے کے باوُجود بھی ویسا ہی ہو گا جیسا اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

اِس نظریے کا پس منظر بالکل واضح ہے۔ جب ہر چیز کو پیدا کرنا ربِّ کریم کی شان ہے تو پھر اسباب محض ظاہری ذریعہ ہیں...

- ❖ ربِّ کریم کی مشیت ہو تو بغیر اسباب کے پیدا فرما دیتا ہے۔
- ❖ وہ چاہے تو کسی کمزور ترین سبب کو ذریعہ بنا دیتا ہے۔
- ❖ وہ چاہے تو تمام تر اسباب کے باوُجود پیدا نہیں فرماتا۔
- ❖ اور وہ چاہے تو اسباب کا اُلٹ کر دیتا ہے، یعنی بندہ اسباب کچھ اور اختیار کرتا ہے، جب کہ اُن کا نتیجہ کچھ اور نکلتا ہے۔

اگر ہم نگاہِ عبرت سے اللہ تعالیٰ کی شانِ قدرت میں غور کریں تو ہمیں اِن تمام اُمور کی بے شمار مثالیں اپنے گرد و پیش کے علاوہ خود اپنی ذات میں بھی واضح طور پر نظر آئیں گی۔

فرمانِ مصطفوی: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے حاضر تھے۔ رسولِ کریم ﷺ نے اُنھیں چند نہایت قیمتی نصیحتیں فرمائیں، اُن میں یہ حسین کلمات بھی تھے:

- ❖ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ۔ یعنی "یقین رکھو کہ اگر بالفرض تمام مخلوق تمھیں نفع پہنچانے پر اتفاق کر لے تو وہ تمہارا فقط وہی فائدہ کر سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھا ہے۔"
- ❖ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ۔ یعنی "اور اگر سارے تجھے نقصان دینے پر متفق ہو جائیں تو صرف اور صرف وہی نقصان دے سکیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھا ہے۔"
- ❖ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ۔ "قلم اُٹھا لیے گئے اور رجسٹر خشک ہو چکے (تقدیر میں ہر چیز کا فیصلہ ہو چکا)۔"

(جامع ترمذی، حدیث: 2516، حدیث صحیح)

رسول اللہ ﷺ نے اِس حکمت بھری نصیحت میں یہ بھی سکھایا کہ مخلوق نفع یا نقصان پہنچا سکتی ہے، ڈاکٹر شفا کا ذریعہ بنتا ہے اور محبوبانِ خدا کے ذریعے بھی مختلف مہربانیاں ہوتی ہے... مگر ساتھ ہی یہ تربیت بھی فرمائی کہ مخلوق نفع یا نقصان دینے میں مستقل نہیں ہے، یعنی مخلوق کی مرضی نہیں چلتی، اللہ کریم کا ہی حکم چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت و مشیت سے ہی مخلوق نفع یا نقصان دیتی ہے۔

غلبۂ تقدیر... قدرت کا عظیم احسان

اِس بات کا ذکر ہو چکا کہ تدبیر اختیار کرنے کا حکم ہے اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ تقدیر تدبیر پر غالب ہوتی ہے، یعنی ہم اسباب اختیار کریں گے، مگر ہو گا وہی جو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

تقدیر کا تدبیر پر غالب ہونا بھی اللہ کریم کا بہت بڑا اِحسان ہے۔ بلا تشبیہ اگر والدین ہر کام بچے کی مرضی پر چھوڑ دیں اور خود اچھے بُرے کا فیصلہ نہ کریں تو یہ بچے پر ایک طرح کا ظلم ہو گا؛ کیونکہ وہ ناسمجھ ہے اور یہ بات نہیں جانتا کہ میرے لیے کیا بہتر ہے اور کیا نامناسب ہے... جب کہ والدین خود بچے کے معاملات کا فیصلہ کریں تو یہ بچے پر احسان ہو گا؛ اِس لیے کہ وہ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ اُس کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا نقصان دہ ہے۔ بغیر کسی تمثیل کے ربِّ کریم نے ہمارے معاملات کا فیصلہ ہم پر نہیں چھوڑا کہ جیسے تم چاہو ویسے ہو جائے گا، بلکہ ہمیں اسباب اختیار کرنے کا حکم دے کر فیصلہ اپنے دستِ قدرت میں رکھا ہے کہ جیسے مَیں چاہوں گا ویسے ہو گا... یہ اُس کا بہت بڑا احسان ہے؛ کیونکہ ہمیں کسی بھی چیز کا انجام معلوم نہیں، ہم نہیں جانتے کہ نتیجہ کیا ہو گا، جب کہ وہ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَعَسٰٓى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا ۔ ”قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اُس میں عظیم فائدہ رکھ دے۔“ [النساء4:19]

اِس آیتِ کریمہ کی تصدیق کا ہم اپنی زندگیوں میں بارہا مشاہدہ کرتے ہیں۔ سینکڑوں مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم کسی کام کے لیے سر توڑ کوشش کرتے ہیں، مگر وہ نہیں ہوتا، پھر بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ ہمارے حق میں بہتر ہی نہیں تھا... یوں ہی کئی بار ہم ایک چیز کو اپنے لیے بُرا سمجھتے ہیں، مگر بعد میں علم ہوتا ہے کہ وہ بہت ساری بھلائیوں کا ذریعہ تھی۔

اِسی صورتِ حال سے متعلق فارسی کا مقولہ ہے: تدبیر کُنَد بندہ تقدیر کند خَندہ۔ یعنی بسا اوقات بندہ تدبیر میں مصروف ہوتا ہے، جب کہ تقدیر اُس پر ہنستی ہے؛ کیونکہ یہ تدبیر تقدیر کے خلاف ہوتی ہے اور بہتر وہی ہوتا ہے جو تقدیر میں ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: بندہ تجارت یا حکومت سے متعلق کسی کام کا ارادہ کرتا ہے، حتّٰی کہ وہ کام اُس کے لیے آسان ہو جاتا ہے (بظاہر کوئی رکاوٹ نہیں رہتی)، ربِّ کریم اُس کی طرف نگاہِ کرم کرتا ہے اور فرشتوں کو فرماتا ہے: اِصۡرِفُوۡهُ عَنۡهُ فَاِنِّيۡ اِنۡ يَّسَّرۡتُهٗ لَهٗ اَدۡخَلۡتُهُ النَّارَ ۔ یعنی ”بندے کو اِس کام سے دُور کر دو؛ اگر مَیں نے اِس کے لیے یہ آسان کر دیا تو بندہ جہنم میں جا گرے گا۔“ چنانچہ حکمِ الٰہی کے مطابق وہ کام نہیں ہو پاتا۔ سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بندہ مختلف باتیں سوچتا ہے کہ اِس وجہ سے نہیں ہوا، فلاں آدمی نے مجھے پھنسا دیا، وَمَا هُوَ اِلَّا فَضۡلُ اللّٰهِ عزوجل عَلَيۡهِ ۔ حقیقت میں اور کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی، محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے کہ وہ کام نہیں ہو پاتا۔ (شرح اُصول اعتقاد اَہل السنۃ والجماعۃ، ج:4، ص:739، دارِ طیبہ، اِسنادہٗ صحیح)

غلبۂ تقدیر سے اطمینان وخوف کا حصول

جب یہ نظریہ پختہ ہو جاتا ہے کہ "وہی ہو گا جو تقدیر میں لکھا ہے" تواِس سے کم از کم دو فائدے حاصل ہوتے ہیں:

1) انسان کو مشکل حالات میں بھی چین و قرار نصیب رہتا ہے، وہ بے صبری کرتے ہوئے حواس باختہ نہیں ہوتا اور شِکوہ وشِکایت کی آفت سے محفوظ رہتا ہے؛ کیونکہ مشکل کی وجہ سے دل پریشان ہو تو یہ سوچ کر تسلّی ہو جاتی ہے کہ جب یہ فیصلہ میری پیدائش سے ہزاروں سال پہلے میرے اُس ربِّ کریم نے لکھوا دیا تھا جس سے بڑھ کر مہربانی فرمانے والا کوئی نہیں..... تو پھر پریشانی کس بات کی! وہ میری بھلائی مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔

2) آسائش اور طاقت کے وقت انسان نافرمانی اور ظلم کرنے سے محفوظ رہتا ہے؛ کیونکہ تقدیر کے فیصلوں کا خوف اور حالات کی تبدیلی کا احساس اُسے بے لگام نہیں ہونے دیتا۔[1]

ارشادِ ربّانی: تقدیر لکھوانے اور اُس کی حکمت سے متعلق خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا:

- مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ ۔ یعنی "زمین میں اور تمہاری جانوں میں جو بھی مصیبت آتی ہے وہ ایک کتاب (لوحِ محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے، اِس سے پہلے کہ ہم اُس کو پیدا کریں، بے شک یہ (سب کچھ لوحِ محفوظ میں لکھوانا) اللہ پر بہت ہی آسان ہے۔"
- لِّکَیۡلَا تَاۡسَوۡا عَلٰی مَا فَاتَکُمۡ وَلَا تَفۡرَحُوۡا بِمَاۤ اٰتٰىکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرِ ۔ یعنی "(لوحِ محفوظ میں لکھوانے کی ایک حکمت یہ بھی ہے)؛ تاکہ تم اُن دُنیاوی چیزوں پر غم اور بے صبری نہ کرو جو ہاتھ سے جاتی رہیں اور اُن چیزوں پر تکبُّر و غُرور نہ کرو جو اللہ نے تمھیں عطا فرمائی ہیں اور اللہ کسی اِترانے والے متکبر کو پسند نہیں کرتا۔" [الحدید 57:22،23]

ہماری حالتِ زار: ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ:

- کئی لوگ مشکل حالات میں بے حد پریشان ہو جاتے ہیں، صبر کا دامن چھوڑ کر شِکوہ وشِکایت پر اُتر آتے ہیں اور ربِّ کریم سے متعلق ایسی باتیں کرتے ہیں جو ہرگز اُس کی بارگاہ کے لائق نہیں۔
- دوسری طرف ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جنھیں طاقت واختیار ملے تو ظلم کرنے لگتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ نہ جانے کل کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کیا ہے!

یہ سب تقدیر پر ایمان کمزور ہونے کے نتائج ہیں۔ پختہ ایمان والا بے صبری اور ظلم وتکبُّر دونوں سے محفوظ رہتا ہے۔

---

[1] قَالَ جَعۡفَرُ بۡنُ مُحَمَّدٍ الصَّادِقُ رحمہما اللہ تعالیٰ: یَا ابۡنَ آدَمَ! مَالَكَ تَأۡسَفُ عَلٰی مَفۡقُوۡدٍ لَا یَرُدُّهُ إِلَیۡكَ الۡفَوۡتُ، وَمَالَكَ تَفۡرَحُ بِمَوۡجُوۡدٍ لَا یَتۡرُكُهُ فِيۡ یَدِكَ الۡمَوۡتُ۔ (معالم التنزیل [تفسیر البغوی] والکشف والبیان [تفسیر الثعلبی]، تحت الآیة)

غلبۂ تقدیر اور روشن تاریخ

تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ طاقت ودَولت کے نشے میں مست لوگ ظلم پر اُتر آئے تو ربِّ ذوالجلال کی تقدیر سے اُن کا عبرت ناک انجام ہوا۔ ایک سبق آموز واقعہ پیشِ خدمت ہے؛ تاکہ ہم اِس پر غور کریں اور ظلم کرنے سے محفوظ رہیں۔

بڑھیا کا چھپر گرانے والا: حضرت وَہب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک ظالم بادشاہ نے اپنے لیے عالی شان محل تعمیر کروایا۔ محل کے قریب کسی بوڑھی مسلمان خاتون نے جھونپڑی بنالی، جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھی۔

ایک دن بادشاہ محل کی چھت پر چڑھا، جب جھونپڑی پر نظر پڑی تو کہنے لگا: یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ یہاں ایک بُڑھیا رہتی ہے۔ بادشاہ نے سوچا کہ اِس چھپّر سے میرے محل کا حُسن متأثّر ہوتا ہے، چنانچہ اُس نے وہ جھونپڑی گرانے کا حکم دیا۔ افسروں اور اہل کاروں نے غریب خانے کو ملیامیٹ کردیا، اُس وقت وہ بوڑھی خاتون وہاں موجود نہیں تھی۔

جب وہ واپس آئی تو اپنی جھونپڑی کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئی اور پوچھا کہ یہ کس نے گرائی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ بادشاہ محل کی چھت پر چڑھا تھا، اُس نے دیکھی تو گرانے کا حکم دے دیا۔

اب وہ بوڑھی خاتون خود تو بادشاہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی، تاہم اِتنا اُس کے بس میں تھا کہ وہ اُس قادرِ مطلق کے حضور دُعا کرے جو سب کچھ کرسکتا ہے۔ چنانچہ اُس نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی: یَارَبِّ! أَنَالَمْ أَكُنْ... فَأَنْتَ أَيْنَ كُنْتَ! اِلٰہی! جب میری جھونپڑی مسمار کی گئی تب مَیں تو یہاں نہیں تھی، مگر میرے مالک! تجھے تو سب کچھ معلوم ہے، تیرے ہوتے میرے غریب خانے کو گرادیا گیا ہے!

ربِّ کریم کا دستور ہے کہ وہ ظالم کے خلاف مظلوم کی دُعا ردّ نہیں فرماتا، ظالم کی گرفت جلد ہو یا وقتِ مناسب پر... مگر بہرحال اُس کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے۔ راوی کہتے ہیں: فَأَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ جِبْرِيْلَ أَنْ يَّقْلِبَ الْقَصْرَ عَلٰى مَنْ فِيْهِ! اللہ تعالیٰ نے سیدنا جبریلِ امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ محل کو بادشاہ اور اس کے کارندوں سمیت اُلٹا کردیں۔ چنانچہ اُنھوں نے محل کو اُس ظالم بادشاہ اور اُس کے سپاہیوں سمیت زمین بوس کردیا۔[1]

(عیون الحکایات لابن الجوزی، حکایت: 163، ص: 176، 177، دار الکتب العلمیۃ۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر للہیتمی، ج: 2، ص: 199)

---

[1] بَنٰى جَبَّارٌ قَصْرًا فِيْ أَرْضِهٖ فَشَيَّدَهٗ، فَجَاءَتْ عَجُوْزٌ مُسْلِمَةٌ فَبَنَتْ إِلٰى ظَهْرِ قَصْرِهٖ كُوْخًا تَعْبُدُ اللهَ فِيْهِ، فَرَكِبَ الْجَبَّارُ يَوْمًا وَطَافَ بِفِنَاءِ الْقَصْرِ، فَرَأَى الْكُوْخَ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقِيْلَ لَهٗ: اِمْرَأَةٌ هَاهُنَا ثَاوِيَةٌ، فَأَمَرَ بِهٖ فَهُدِمَ، وَلَمْ تَكُنِ الْمَرْأَةُ حَاضِرَةً، فَجَاءَتْ فَرَأَتْهُ قَدْ هُدِمَ، فَقَالَتْ: مَنْ هَدَمَ هٰذَا؟ فَقِيْلَ لَهَا: إِنَّ الْمَلِكَ رَكِبَ فَرَآهُ فَأَمَرَ بِهَدْمِهٖ، فَرَفَعَتْ طَرْفَهَا إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ: يَا رَبِّ! أَنَا لَمْ أَكُنْ... فَأَنْتَ أَيْنَ كُنْتَ! قَالَ: فَأَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ جِبْرِيْلَ أَنْ يَّقْلِبَ الْقَصْرَ عَلٰى مَنْ فِيْهِ! فَقَلَبَ بِمَا فِيْهِ۔

حرفِ آخر: تقدیرِ قدیر اور تدبیرِ فقیر

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ بنیادی اسلامی عقائد کا علم حاصل کرے اور اُن سے متعلق اپنا تصوُّر واضح (Concept Clear) رکھے؛ کیونکہ جب تک تمام ضروریاتِ دین پر پختہ یقین نہ ہو تب تک بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

جس شخص کو اسلامی عقائد کا صحیح طریقے سے علم نہ ہو اُسے راہِ راست سے بہکانا شیطان کے لیے بہت آسان ہوتا ہے؛ وہ لعین بندے کے ذہن میں اُلٹی سیدھی باتیں ڈالتا ہے، فتنہ پھیلانے والے شیطان کے چیلے غلط باتیں بتاتے ہیں اور انسان اُن کی باتوں میں آکر اپنے عقائد خراب کر بیٹھتا ہے... اِس کے برعکس جو شخص عقائد کا صحیح علم رکھتا ہو وہ شیطانی جال اور فتنہ پروَروں کی چال سے بچا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُس کے عقائد محفوظ رہتے ہیں۔

بنیادی اسلامی عقائد میں سے ایک عقیدۂ تقدیر بھی ہے۔ اِس عقیدے کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے لگائیے کہ حدیثِ مبارک میں ہے: تقدیر پر ایمان کے بغیر اگر تم اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی راہِ خدا میں خرچ کرو تو اللہ تعالیٰ اُسے قبول نہیں فرمائے گا۔ (ابوداؤد: 4699)

چنانچہ آج کے خطبہ میں تقدیر اور تدبیر سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ کیا گیا۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

1) ”تقدیر“ کا مفہوم یہ ہے کہ تمام مخلوقات میں جو کچھ ہونا تھا، نیز انسان نے اللہ عزّوجلّ کے عطا کردہ اختیار کے ساتھ پیدائش سے مرنے تک جو کچھ کرنا تھا... یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کو ازل میں ہی معلوم تھا اور اُس نے زمین وآسمان کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے اپنی حکمت کے مطابق قیامت تک ہونے والے ہر امر کا فیصلہ کر کے اُسے لوحِ محفوظ میں لکھوا دیا۔

2) اللہ تعالیٰ نے دُنیا کا یہ نظام بنایا ہے کہ یہاں ہر چیز کا کوئی سبب ہے، جب بندہ کسی چیز کا سبب اختیار کرتا ہے تو خالقِ کائنات اُس چیز کو پیدا فرما دیتا ہے۔ اسباب اختیار کرنا تدبیر ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے نظام پر چلتے ہوئے تدبیر کو اپنائیں گے۔

3) اسلام نے سکھایا ہے کہ تدبیر کے بعد یہ مت سمجھنا کہ اب تمہارے فراہم کردہ اسباب کے مطابق ہی سب کچھ ہو گا، بلکہ تمہاری تدبیر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تابع ہے۔ تم تدبیر کرو! مگر ہو گا وہی جو ربِّ کریم چاہے گا اور جو اُس نے مقدَّر فرمایا ہے۔

4) یقیناً یہ ربِّ ذوالجلال کا بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہماری تدبیر کو اپنی تقدیر کے تابع رکھا ہے؛ کیونکہ ہماری عقل بہت مرتبہ اچھے اور بُرے کا فیصلہ کرنے میں غلطی کر جاتی ہے اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انجام کیا ہو گا... جب کہ ربِّ کریم ہر خیر و شر کو بخوبی جانتا ہے اور نتائج سے مکمل طور پر آگاہ ہے۔ چنانچہ اُس نے جو مقدَّر فرمایا ضرور وہی ہمارے حق میں بہتر ہوتا ہے۔

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ہم کسی کام کے لیے سر توڑ کوشش کرتے ہیں، مگر وہ نہیں ہوتا، پھر بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ ہمارے حق میں بہتر ہی نہیں تھا... یوں ہی کئی بار ہم ایک چیز کو اپنے لیے بُرا سمجھتے ہیں، مگر بعد میں علم ہوتا ہے کہ وہ کئی بھلائیوں کا ذریعہ تھی۔ اگر ہماری تدبیر پر ربِّ کریم کی تقدیر غالب نہ ہوتی تو نہ جانے ہم کب کے اپنے ہاتھوں سے تباہ ہو چکے ہوتے۔

5) تقدیر پر ایمان پختہ ہو تو انسان سخت پریشانیوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پُر امّید و مطمئن رہتا ہے اور دَولت و طاقت کے وقت بھی قادرِ مطلق کی تقدیر سے خوف زدہ رہتا ہے۔ یوں وہ ہر حال میں مایوسی سے بھی بچا رہتا ہے اور ظلم کرنے سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ہم عقیدۂ تقدیر کو ایک حد تک تو سمجھ سکتے ہیں اور اِس بارے میں اہلِ علم سے سوال کرنا بھی بالکل درست ہے، مگر تقدیر کی حقیقت کو جاننا اور اِسے آخری حد تک سمجھنا ممکن ہی نہیں؛ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے، جو عوام پر جنت میں جانے کے بعد ہی ظاہر ہو گا۔[1] یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو تقدیر سے متعلق آپس میں بحث کرتے ہوئے دیکھا تو سخت ناراضی کا اِظہار کیا اور آئندہ ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔[2]

شاعرِ نظامیہ مولانا محمد ثاقب افضل رضوی نے اِس حوالے سے خوب کہا:

مجھ سے تو کوئی کام بھی پورا نہیں ہوتا
ایسا نہیں ہوتا کبھی ویسا نہیں ہوتا

کرتا ہوں اِسی سوچ میں وقت اپنا میں برباد
ہو جاتا اگر ایسا تو ایسا نہیں ہوتا

ہر کام نہیں ہوتا اِرادوں کے مطابق
ہوتا ہے کبھی ایسا جو سوچا نہیں ہوتا

چاہا جو خدا نے وہی ہو کر رہا ثاقبؔ
جو کام خدا نے نہیں چاہا نہیں ہوتا

شرعی مسئلہ: بائیک چلاتے ہوئے جب آنکھوں میں ہوا پڑتی ہے تو بہت مرتبہ آنکھوں سے پانی نکل آتا ہے۔ اِس سے وُضو نہیں ٹوٹتا اور یہ پانی ناپاک بھی نہیں۔

تاہم اگر کسی بیماری کے سبب آنکھ سے پانی نکلے... جیسا کہ آنکھ میں دُکھن یا درد ہو تو اِس پانی سے وضو ٹوٹ جائے گا اور یہ پانی ناپاک بھی ہو گا۔ (دیکھیے: فتاویٰ رضویہ، ج:1 (الف)، ص:349)

---

[1] لِأَنَّ الْقَدَرَ سِرٌّ مِنْ أَسْرَارِ اللهِ لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ إِلَّا هُوَ، فَإِذَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ كُشِفَ لَهُمْ عَنْهُ حِينَئِذٍ۔
(فتح الباری بشرح البخاری للعسقلانی، ج:11، ص:498، تحت الحدیث:6605، دار المعرفة)

[2] جامع ترمذی، حدیث:2133

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ ہم سب کے عقائد و اعمال کی اصلاح فرمائے اور بخشش و مغفرت سے نوازے! ربِّ قدیر اپنے کرم سے ہمیں تقدیر پر پختہ یقین عطا کرے اور شکوک و شبہات سے ہمیشہ محفوظ رکھے!

قادرِ مطلق اہلِ غــزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!